خیابانِ طلبہ

کیا جہنم فنا ہو جائیگی؟

(از مولوی سید نظیر الحسن صاحب سہسوانی متعلم جماعت ہفتم دار الحدیث رحمانیہ)

جمیع اہلسنت والجماعت کا یہی مذہب و مسلک رہا ہے کہ جہنم و جنت دونوں کو بقائے دوام اور ابدیت حاصل ہے مگر فلک کج رفتار کی گردش نے اب ایسے لوگوں کو بھی پیدا کر دیا ہے جو اسلاف کے متفقہ عقائد کے باطل کرنے کی فکر میں ہیں۔ ان کا مقصد دین میں فتنہ و فساد بپا کرنا ہے۔ ان کے دلائل کی بنیاد تاویلات محضہ پر ہے۔ جو صاف طور سے قائلین کی کج فہمی پر دال ہیں۔ ان کے دلائل کی ابتدا اس حدیث قدسی سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ یعنی اللہ رب العالمین فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر سبقت لیگئی۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر دوزخ دائمی ہو تو اسکی رحمت پر اس کا غضب سبقت لئے جاتا ہے۔ یا برابر ہوا جاتا ہے۔ جسکا تخیل اسکی نسبت نہیں ہو سکتا اگر اس حدیث پر تھوڑا سا بھی غور کیا جاتا تو مستدل اس سے کبھی بھی استدلال نہ پکڑتا۔ اس حدیث سے کوئی شخص کبھی بھی جہنم کے غیر ابدی ہونیکو ثابت نہیں کر سکتا۔ ہم رات دن بولتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں پر فوقیت لیگیا یا فلاں گھوڑا دوسرے پر سبقت لیگیا اس سے یہ مقصد مطلق نہیں ہوتا کہ وہ شخص جس پر دوسرا فوقیت لیگیا ہے معدوم ہو گیا یا مسبوق گھوڑا ناپید ہو گیا۔ بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ وجود دونوں شخصوں اور دونوں گھوڑوں کا ہے مگر ایک آگے ہے دوسرے سے یعنی ایک افضل ہے دوسرا مفضول۔

یہی مطلب خدا کے فرمان کا ہے۔ اور سبقت رحمت علی الغضب اس طرح ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کے ذریعے سے گنہگار مومنوں کو جہنم سے آزاد کیا جائیگا۔ نہ یہ کہ جہنم سے کفار کو بھی نکالدیا جائیگا۔ اور دوزخ فنا ہو جائیگی۔ اگر کوئی شخص مؤخر الذکر معنی مراد لیگا تو کلام خداوندی کا بیکار و لغو ہونا لازم آئیگا۔ (معاذ اللہ) کیونکہ سبقت بغیر دو چیزوں کے متصور ہی نہیں ہو سکتی۔ سبقت کے معنی ہی یہ ہیں کہ ایک آگے دوسرا پیچھے۔ جب دوزخ کو ہم نے ناپید مان لیا تو غضب خداوندی رہا ہی نہیں جس پر سبقت رحمت ہو۔ پس معلوم ہوا کہ دوزخ کی فنا پر اس حدیث سے استدلال کرنا باطل ہے۔ دوسرا استدلال قرآن پاک کی آیت لَابِثِيْنَ فِيْهَا اَحْقَابًا سے کرتے ہیں یعنی دوزخ میں صدہا ہزار سال پڑے رہیں گے صدہا ہزار سال کی مدت ایک دن ضرور فنا ہو جائیگی۔ کاش مستدل اس آیت کی تفسیر میں کچھ تفحص سے کام لیتا تو اس پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا کہ یہ آیت تو اہل سنت والجماعت کے مسلک کی تائید کر رہی ہے آئیے میں آپ کو اس آیت کی صحیح تفسیر بتلاؤں۔ احقاب جمع ہے حقب کی اس کے معنی حضرت علیؓ کی تفسیر پر یہ ہیں کہ حقب اسی سال کا اور ہر سال بارہ ماہ اور ہر ماہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار سال کا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کیلئے کوئی مدت معین نہیں کی بلکہ ان کے متعلق فرمایا لَابِثِيْنَ فِيْهَا اَحْقَابًا پس خدا کی قسم اس کے معنی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں کہ جب ایک حقب گذر جائیگا تو دوسرا حقب آجائیگا اور دوسرا گذر جائیگا تو تیسرا آجائے گا۔ اسی

یہ تغیر متناہی چلا جائیگا یعنی جہنم فنا نہیں ہوگی۔ اور ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لابثین فیہا احقابا سے مطلق عذاب کا ختم ہونا مراد نہیں ہے بلکہ ایک طرح کے عذاب کا ختم ہونا مراد ہے یعنی ایک طرح کا عذاب ان کی اتنی مدت تک ہوگا اور اس کے بعد دوسری قسم کا عذاب شروع ہوگا جسکی تائید اس کے بعد والی آیت کرتی ہے لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا یعنی یہ قسم عذاب کی ایسی ہوگی جسمیں نہ ان کو نیند آئے گی نہ آرام ملیگا۔ اور نہ پینے کو ٹھنڈا پانی ملیگا بلکہ ان کو ایسا پانی ملیگا جسکی گرمی کی وجہ سے ان کے چمڑے بدن سے گر پڑینگے۔ پینے سے آنتیں کٹ کر گر پڑینگی اور ان کو پینے کیلئے پیپ ملیگا۔ جب دوسرا حقب شروع ہوگا تو عذاب کی نوعیت بدلجائیگی۔ نیز اگر ہم اس آیت کا یہ مطلب مان لیں تو بھی ہم پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا کیونکہ آیت مذکورہ آیت فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا سے منسوخ ہے یعنی ہمیشہ ان کے عذاب میں افزونی ہوتی رہیگی۔

تیسرا استدلال النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ سے کرتے ہیں۔ دوزخ تمہارا ٹھکانا ہے تم اسی میں ہمیشہ رہوگے مگر جو چاہے اللہ بیشک تیرا رب حکیم وعلیم ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شرک وکفر کی سزا اصل میں قانوناً یہی ہے کہ دوزخ میں دائمی سزا دیجاتی رہے مگر اسکی رحمت کا اقتضا کچھ اور ہے اسی لئے ان کے حق میں مشیت کو عذاب کی انتہا بتلایا ہے۔ یہ استدلال صرف الا ما شاء اللہ کیوجہ سے ہے۔ اسلئے مناسب یہی ہے کہ الا ما شاء اللہ کی تفسیر کردی جائے۔ زجاج کہتے ہیں کہ الا ما شاء اللہ سے استثناء ان کے قبر اور میدان حشر میں ٹھیرنیکی مدت کا ہے یعنی جتنے عرصہ تک وہ لوگ قبر میں رہینگے یا میدان حشر میں حساب کیلئے ٹھہرینگے اس کے علاوہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے مگر اس جواب میں قدرے ضعف ہے کیونکہ معترض کیلئے اعتراض کی گنجائش ہے اسلئے حق اور صحیح جواب یہ ہے کہ الا ما شاء اللہ استثناء نار سے ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہر وقت آگ میں رہیں گے مگر جب خدا چاہیگا تو ان کو آگ کے عذاب سے ٹھنڈک کے عذاب کی طرف منتقل کردیگا جس طرح کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے یا یہ کہا جائے کہ الا ما شاء اللہ سے استثناء اہل ایمان کا ہے کہ وہ ایک مدت تک جہنم میں رہیں گے پھر ان کو جنت میں داخل کردیا جائیگا۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کافروں کو جہنم سے نکالدیا جائیگا اور پھر جہنم کو ناپید کردیا جائیگا نیز رب کے لفظ سے استدلال کرنا کہ ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ جہنم کو فنا کردے بیسی شئی ہے کیونکہ آیت میں ربک واقع ہے جسکے مخاطب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اگر لفظ ربهم ہوتا تو استدلال ایک حد تک صحیح ہوسکتا تھا۔ نیز حکیم علیم سے بھی استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی مخلوق کے کاموں میں مدبر ہے اور ان کے کاموں کے انجام کو بخوبی جانتا ہے۔ چوتھا مایہ ناز استدلال آیت فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ سے کرتے ہیں۔ ترجمہ: تو لیکن جو لوگ بدبخت ہوئے وہ دوزخ میں ہونگے اسمیں ان کو گدھوں کی طرح چلانا اور رینکنا ہے جبتک آسمان وزمین ہیں۔ وہ اس دوزخ میں رہینگے مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب جو چاہے کرڈالتا ہے۔ اس طرح کہ آیت میں مادامت السموات والارض